مولانا حافظ عرفان الحق حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

بیسویں صدی عیسوی کے تین بڑے المیئے اور عالم اسلام کی زبوں حالی و اسباب

بیسویں صدی پیدائش، بچپن، جوانی اور بڑھاپے کے ادوار سے گزر کر موت کی وادی میں پہنچ چکی ہے اور فی الوقت اکیسویں صدی شاہی تخت پر براجمان ہو چکی ہے بیسویں صدی عیسوی میں ملت مسلمہ کو جن بڑے المیات کا سامنا کرنا پڑا ان میں سے تین المیے اور نقصانات ایسے ہیں جن سے ملت مسلمہ کو سخت اور شدید ترین دھچکا لگا ہے ان تینوں المیوں کے پیچھے یہود جو کہ مسلمانوں کے ازلی دشمن ہیں کار فرما ہے۔

خلافت عثمانیہ کا خاتمہ :

بیسویں صدی کی ابتداء میں خلافت عثمانیہ پورے آب و تاب سے موجود تھی خلافت کے مسند پر سلطان عبدالحمید خان متمکن تھے جنہیں ایک زمانہ میں نہایت سخت تنقید و اعتراض کا نشانہ بنایا گیا تھا حقیقت یہ ہے کہ ان کے عہد میں مغربی طاقتیں اور یہود کسی طور سے بھی ترکی اور فلسطین کے علاقوں میں قدم نہ جما سکے تھے۔ یہی وہ شخصیت ہے جنہوں نے یہودی پیشکشوں کو ٹھکراتے ہوئے زمین سے تھوڑی سی مٹی اٹھا کر کہا تھا کہ بیت المقدس تو بڑی چیز ہے میں فلسطین کی سرزمین کی اتنی سی خاک بھی دینے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ خلافت عثمانیہ تمام تر کمزوریوں کے باوجود ملتِ اسلامیہ کیلئے سرچشمہ قوت و امتیاز، باعث عزت و افتخار اور آہنی حصار تھی ۔ خلافت عثمانیہ مشرق میں یمن و عسیر سے لے کر مغرب میں ایک طرف لورنہ والبانیہ افریقہ میں طرابلس، تونس فزان تک شمال میں بلگیریا، ریاست ہائے بلقان، طرابزون اور ایڈریانوپل سے جنوب میں اسوان مصر برقہ تک پھیلی ہوئی تھی۔ یورپ کے مصنفین نے اس سلطنت کو مردِ بیمار کا نام دیا تھا حالانکہ ان پر اسی مرد بیمار کی سخت دھاک بیٹھی ہوئی تھی اور اس مرد بیمار کو خطرہ سمجھتے ہوئے عربوں کو سازش کا شکار بناتے ہوئے اس کے خلاف شریف مکہ شریف حسین کی قیادت میں اٹھایا جس کے نتیجے میں سلطنت عثمانیہ کے مختلف علاقے اس کے کنٹرول سے نکل گئے۔ اور بیت

المقدس تک انگریزوں کے کنٹرول میں چلا گیا اور فرنچ جنرل گورو نے فاتح بیت المقدس سلطان صلاح الدین ایوبی کی قبر کو پاؤں سے ٹھوکر ماری اور کہا" لو صلاح الدین ایوبی ہم یہاں تک آگئے اور ہم نے شام فتح کر لیا۔ تم کب تک سوتے رہو گے۔" (۱)

اس طرح خلافت عثمانیہ اندرونی اور بیرونی اتحادی قوتوں کی سازشوں کا شکار ہوتے ہوتے جاں لب ہو گئی۔ ہمارے اکابرین جیسے شیخ الہند مولانا محمود حسن حضرت مولانا عبدالباری فرنگی مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا محمد علی جوہر وغیرھم نے خلافت قائم رہنے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے مسلمانوں کو بیدار کرنے کی بھرپور کوشش کی لیکن اپنوں ہی کی نادانی اور ناقدری کے سبب آخر کار یہ جاں بلب مریض ۳ مارچ ۱۹۲۴ء کو ختم ہو گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ سلطنت عثمانیہ کا خاتمہ پوری ملت مسلمہ کیلئے ایک جانگداز اور ناقابل تلافی نقصان تھا۔ سلطنت کا خاتمہ غیروں کی چالوں میں آکر خود مسلمانوں ہی نے کروادیا۔ اقبال نے ایسے موقع پر کہا تھا۔

چاک کر دی ترک ناداں نے خلافت کی قبا   سادگی مسلم کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ

قبلہ اول صیہونی گرفت میں

ارض فلسطین انبیاء کی سرزمین مقدس ہے یہ وہ خطہ ہے جہاں جلیل القدر انبیاء علیہم السلام ایک طویل عرصہ تک دنیا کے فساد زدہ لوگوں کو اللہ کی طرف پلٹ آنے کی دعوت دیتے رہے۔ یہاں پر حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام کے مزرات مقدسہ ہیں ایک مشہور قول کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ارض فلسطین کے علاقے بیت اللحم میں ہوئی تھی۔ مسجد اقصیٰ جو کہ فلسطین میں واقع ہے اس کے متعلق قرآن میں ہے کہ

سبحن الذی اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حوله لنریه من ایاتنا انه هو السمیع العلیم

ترجمہ : پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت نے تاکہ دکھلائیں اس کو کچھ اپنے قدرت کے نمونے وہی ہے سننے والا دیکھنے والا۔

معراج کی رات رسول اللہ ﷺ مسجد حرام سے جبرائیل امین علیہ السلام کی معیت میں مسجد اقصیٰ تشریف لائے۔ مسجد اقصیٰ، قبلہ اول اور مقام محترم تو یوں بھی تھا لیکن معراج نبوی ﷺ میں حضور کے سفر میں عالم ناسوت اور عالم ملکوت کا درمیانی مقام بھی جب مسجد اقصیٰ بن گئی تو عقیدت اور احترام

(۱) پندرھویں صدی ھجری، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

والقدس کا ایک اور تعلق بھی قائم ہو گیا۔

امام مسلم، صحیح مسلم میں حضرات براء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سال چار ماہ تک بیت المقدس کی طرح رخ کر کے نماز ادا کرتے رہے اس کے بعد ہم نے کعبۃ اللہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنا شروع کر دی۔ اس کے علاوہ دیگر بے شمار رولیات ہیں جن سے ارض فلسطین اور مسجد اقصیٰ و بیت المقدس کی فضیلت واہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ بیت المقدس کو سب سے پہلے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تھا۔ اور بیت المقدس کی چابیاں لینے خود یہاں تشریف لا کر یہاں کے باشندوں کے ساتھ معاہدہ کیا کہ جو کہ معاہدہ عمریہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس معاہدہ میں وہاں کے عیسائیوں کے لئے امان نامہ لکھوایا گیا جس میں خاص طور پر اس بات کا بھی ذکر کیا کہ ایلیاء میں ان کے ساتھ یہودی نہ رہنے پائیں گے بعد میں یہودیوں نے عیسائیوں کو ورغلایا اور ۱۰۹۹ء میں بیت المقدس پر عیسائیوں نے قبضہ کر لیا۔ حالانکہ ان عیسائیوں کے ساتھ مسلمانوں نے شاندار اخلاق کا مظاہرہ کیا تھا۔ عیسائیوں نے یہاں پر قبضہ کے بعد مقامات مقدسہ کی توہین وتذلیل کی یہاں سے قیمتی نوادرات اتار لیں، گنبد صخرہ پر صلیب لٹکائی حرم ومسجد اقصیٰ کے صحن میں کلیسا (چرچ) تعمیر کیا اور اس کو گھوڑوں کے اصطبل کے طور پر استعمال کیا تقریباً ایک صدی تک مسجد اقصیٰ ان کے ہاتھوں پامال ہوتی رہی۔ پھر اسلام کے عظیم فرزند سلطان صلاح الدین ایوبی نے صلیبیوں کے خلاف جہاد کرتے ہوئے ۱۱۸۷ء میں ان کے ناپاک وجود سے آزاد کرایا اور گنبد صخرہ پر نصب صلیب کو اتارا۔

ڈاکٹر تھیوڈر ہرتزل نامی شخص نے جو کہ نسلی صاحب دولت وثروت یہودی تھا، انیسویں صدی کے اواخر میں ایک پلاننگ ترتیب دی اور اس کیلئے ہر ممکن وسائل وذرائع کا استعمال کروایا جس کے تحت فلسطین میں ایک اسرائیلی سٹیٹ کا قیام عمل میں لانا تھا انیسویں صدی کے اواخر میں سلطنت عثمانیہ کو پے در پے بحرانوں کا سامنا تھا ایسے حالات میں ہرتزل نے سلطان عبدالحمید خان کو بے پناہ دولت کا لالچ دے کر یہودیوں کو فلسطین کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت لینی چاہی تو اسے سلطان سے شرف ملاقات حاصل نہ ہو سکا۔ لیکن اسے اس کے دوست نفلنسکی نے سلطان کے انکار کا اس طرح ذکر کیا:

"ہرتزل کے لئے لازم ہے کہ اب وہ اس سلسلہ میں ایک قدم بھی آگے نہ بڑھائے میں اس سرزمین کی ایک بالشت کا سودا کرنے کا بھی مجاز نہیں ہوں۔ کیونکہ وہ ملک میری ذاتی ملکیت نہیں ہے بلکہ وہ تو میری رعیت کا ملک ہے۔ اس سلطنت کے قائم کرنے کے لئے انہوں نے قربانیاں دیں ہیں اور اسے اپنے خون سے بڑا کیا ہے ہم بھی اس ملک کی اپنے خون سے حفاظت کریں گے اور اس کے انتشار وانقسام کی اجازت نہیں دیں گے۔ عثمانی رعیت ہی اس بادشاہت کی مالک ہے نہ کہ میں۔ میں اس کے کسی ایک

حصے کو چھوڑ دینے پر قادر نہیں ہوں۔ یہودی سرمایہ دار اپنی دولت کو اس دن کے لئے محفوظ رکھیں جب یہ بادشاہت ختم ہو جائے گی تو پھر وہ کچھ دیئے بغیر فلسطین کی طرف ہجرت کر سکیں گے لیکن یہ خلافت ہماری لاشوں پر ہی تقسیم ہو سکتی ہے کیونکہ ہم جیتے جی اپنے آپ کو روندنے کی اجازت نہیں دیں گے"

ہمارے تمام سربراہوں اور قائدین کے لئے اس خط میں درس عبرت ہے بعد میں ہرتزل نے قیصر کے ذریعہ جرمنی کو یہودیوں کی حمایت کرنے اور فلسطین میں اسرائیلی مملکت کے قیام پر سلطان کو مجبور کروانے کی کوششیں کیں۔ ۲ نومبر ۱۸۹۸ء کو مدینہ قدس میں قیصر اور ہرتزل کے درمیان بات چیت کا جو مختصر دور چلا۔ اس میں ہرتزل نے یہودی منصوبہ کی وضاحت کچھ اس طرح ہے کہ "میں نے مختلف مقامات پر یہودیوں کی آبادی کو دیکھا ان یہودیوں کے لئے جرمنی بھی کافی نہیں ہے اور ان کے لئے ایک جگہ رہنا ہی زیادہ مفید ہوگا۔ اور یہ علاقہ (فلسطین) یہودیوں کے لئے کافی ہوگا............"

لیکن سلطان عبدالحمید خان نے اپنی تمام تر قوت و طاقت بروئے کار لاتے ہوئے یہودیوں کو ان کے ناپاک عزائم میں کامیاب ہونے سے رد کے رکھا۔ یہودی جب سمجھ گئے کہ سلطان عبدالحمید کے ہوتے ہوئے کسی طرح بھی ان کی کوششیں بار آور نہیں ہو سکتی ہیں تو انہوں نے سلطان کو اقتدار سے ہٹانے کے لئے سازشیں شروع کردیں اور آخر کار وہ اس منصوبے میں بیسویں صدی کی ابتداء میں کامیاب ہو گئے۔ سلطان کے معزول ہوتے ہی یہودیوں کی چاندی ہو گئی اور یہودیوں کو اپنے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کا موقع ملا۔

اس طرح درحقیقت اسرائیلی مملکت کا وجود ۱۹۴۸ء میں نہیں بلکہ سلطان عبدالحمید کے معزول ہونے کے بعد ۱۹۰۹ء ہی میں عمل میں آچکا تھا۔ کیونکہ ۱۹۰۹ء میں سلطان کی معزولی کے بعد فلسطین اور دیگر عرب علاقے اس حقیقی تحفظ سے محروم ہو گئے جو انہیں سلطان کے زمانہ میں میسر تھا[1] مغربی اقوام اور انکے حلیفوں نے جان لیا کہ اب ان کی فصل کاٹنے کا وقت آگیا۔ ۱۹۱۷ء سے ۱۹۴۷ء تک فلسطین پر برطانیہ کا تسلط رہا اس دوران صیہونی تحریک نے فلسطین پر مکمل قبضہ جمانے اور ایک مستقل ریاست وجود میں لانے کیلئے ہر ممکن کوشش کی یہاں تک کہ ۱۴ مئی ۱۹۴۸ء کو فلسطین میں ایک غاصب ریاست اسرائیل کی بنیاد رکھ دی گئی اور دنیا بھر سے امریکہ و برطانیہ اور اسکے دیگر حلقوں نے بکھرے ہوئے یہودیوں کو لا لا کر اسرائیل میں ناجائز بسایا اور آج تک روز بروز اس اسرائیلی اسٹیٹ کی سرحدیں بڑھائی جارہی ہیں۔ قبلہ اول بیت المقدس ۱۹۶۷ء میں مسلمانوں سے چھین لیا گیا اور آج تک بیسوں بار مسلمانوں کے ان مقدس مقاماتِ کو ڈھانے کے عزائم عمل میں لائے گئے۔

(۱) اسرائیل کے قیام کے لئے صیہونی اقدامات۔ انجینئر مصطفیٰ محمود الطحان (بشکریہ ماہنامہ بیت المقدس)

جزیرۃ العرب میں یہود کا داخلہ

یہود وہ دیمک ہیں جنہوں نے انسانی معاشرے مذاہب تہذیب و تمدن اخلاقیات عمرانیات فلسفے اور فکر و فن کی ہر بنیاد کو منہدم کر کے چاٹ ڈالا ہے یہود ایک ایسی قوم ہے جنہوں نے اپنی دو ہزار سالہ زندگی اللہ تعالیٰ کی مسلسل نافرمانیوں میں گزاری ہے حضرت اسحاق علیہ السلام کے بعد سے بنی اسرائیل نامی قوم کا آغاز ہوا اور تادم تحریر یہ قوم مسلسل بغاوت سازش اور فساد کی علمبردار رہی ہے اس قوم پر رب کائنات نے متعدد بار لعنت کی ہے اسرائیلیوں کی پوری مکر و فریب کی تفصیل قرآنِ مجید میں محفوظ کی گئی ہے۔ قسمت کی ستم ظریفی بھی عجیب ہے ورنہ آج مسلمانوں سے زیادہ یہود کا جاننے والا کوئی نہ ہوتا۔ قرآن کی یہی ایک آیت اگر ہمارے پیش نظر ہوتی تو ہم کسی طرح سے بھی ان کے قریب نہ خود جاتے اور نہ ان کو اپنے پاس پھٹکنے دیتے۔

لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین امنوا الیھود والذین اشرکو۔

ترجمہ : تو پاوے گا سب لوگوں سے زیادہ دشمن مسلمانوں کا یہودیوں کو اور مشرکوں کو۔

اگر اسلام کے ابتدائی دور پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ یہودی قوم نے کسی موقع پر بھی مسلمانوں کو نقصان پہنچانے سے دریغ نہیں کیا۔ یہودی قبیلہ بنی نضیر کے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا لیکن اللہ نے ان کو ناکام کر دیا اسی بغاوت کے جرم میں بنی نضیر مدینہ سے نکال باہر کئے گئے، بعد میں بنی نضیر نے پورے عرب میں پھر کر مشرکین اور قریش و بنو قریظہ کو اکھٹا کروا کے بارہ ہزار (12000) کے لگ بھگ فوج کے ذریعہ 5ھ میں مدینہ پر حملہ کیا اس جنگ کو جنگ احزاب اور خندق کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورے سے مدینہ کے گرد خندق کھدوائی جس کی وجہ سے ان مخالف قوتوں کو مدینہ میں داخلہ ناممکن ہوا۔ تقریباً ماہ بھر یہ جنگ تیروں کی بارش کی شکل میں جاری رہی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کے لئے آندھی بھیجی جس سے دشمن اور ان کے گھوڑے بدک گئے اور اس طرح اللہ نے اس متحدہ فوج کو رسوا کر کے مسلمانوں کو فتح سے نوازا اس جنگ میں یہودی قبائل نے معاہدے توڑ کر دشمنان اسلام کا ساتھ دیا۔ اور اس طرح انہوں نے واضح کر دیا کہ وہ اسلام کی مرکزی طاقت کو توڑنے کیلئے ہر معاہدے کو توڑیں گے اور ہر طرح کی کمینی حرکات سے گریز نہیں کریں گے ان حالات و واقعات کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا کہ حجاز سے یہود کو نکال باہر کر دیا جائے اخرجوالیھود والنصاریٰ من جزیرۃ العرب چنانچہ ایسے باغیوں اور طاغیوں کے وجود سے اس علاقے کو ہمیشہ کے لئے خالی کر دیا گیا یہود ہمیشہ سے یہ خواب دیکھتے آرہے تھے کہ مدینہ کی حدود سلطنت میں بسنے والے اس وقت کے بنی نضیر، بنی قریظہ اور

دوسرے قبائل کی زمینیں حاصل کرنے کے لئے مدینہ پر چڑھائی کر کے وہ علاقے پھر سے واپس لے لیں۔ لیکن کھلم کھلا ایسا عمل کرنا ان کے لئے مسلمانوں کے رد عمل سے ناممکن نظر آیا۔ افسوس کہ مشرق وسطیٰ کے عراق کویت جنگ کے دوران امریکہ شاطر نے سعودی عرب کے دفاع کا بہانہ بنا کر وہاں پر اپنی فوجوں کو اتروا کر قبضہ جمالیا ہے۔ اس طرح ۱۴۰۰ سال بعد یہود کو دوبارہ جزیرۃ العرب میں گھٹنے ٹیکنے کا موقع دیا گیا دفاع حرمین پر ہر مسلمان اپنی جان قربان کرنے کیلئے تیار تھا لیکن افسوس صد افسوس سعودی حکومت اور فرمانروا شاہ فہد پر کہ امریکی افواج کو سعودی عرب میں اتار کر یہود کو اسلام کی شہ رگ پر وار کرنے کا موقع دیا سعودی حکمرانوں کا یہ بدترین جرم امت مسلمہ کبھی معاف نہیں کرے گا امریکہ اور یہود اسوقت حرمین تک کو گھیرے میں لئے ہوئے ہیں جبکہ سعودی حکمران اپنی شہنشائیت کے قائم رکھنے کے لئے ان کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں۔

ملت مسلمہ کی زبوں حالی:

آج اگر ہم عالم اسلام پر نگاہ ڈالتے ہیں تو اس تصویر کا سب سے اذیت ناک پہلو یہ ہے کہ دنیا کے مختلف خطوں میں مسلمانوں کا قتل عام جاری ہے اور انہیں بدترین سفاکی کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں ۷ لاکھ بھارتی فوجی نہتے کشمیری عوام کو نشانہ ستم بنارہی ہے نوجوانوں کی پوری ایک نسل ختم کردی گئی انبیاؑ کی سرزمین فلسطین کے کوچہ وبازار نوجوانوں کے لہو سے رنگین ہورہے ہیں چیچنیا میں مسلم خون کی ندیاں بہائیں جارہی ہیں ماضی قریب میں کوسوا اور بوسینا میں مسلمانوں کو جس سیاست کے تحت ختم کرنے کی کوشش ہوئی وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ اقوام متحدہ کا سیاہ ترین کردار اس سلسلہ میں بالکل واضح ہے۔ امریکہ برطانیہ اور اس کے دیگر حلقوں کے دخل اندازیوں کی بدولت افغانستان طویل ترین جنگ سے گزرنے کے باوجود اب تک عدم استحکام کا شکار ہے۔ افغانستان مین طالبان حکومت نے عدل وانصاف اور امن وامان کا بیڑ اسر پر لیا۔ امارت اسلامی افغانستان ۔تحریک طالبان نے ملا محمد عمر مجاہد کی قیادت میں وہاں پر مکمل امن وامان عدل وانصاف اور لاء اینڈ آرڈر قائم کر کے افغانستان کے ۹۰ فیصد علاقے کو ایک مرکز سے جوڑ دیا۔ لیکن افسوس یہ کفری طاقتوں کے آنکھوں میں کانٹے کی طرح چبھتے رہے۔ مغربی قوتوں کو جب اس بات کا احساس ہوا کہ اس خطہ میں بیداری کی ایک لہر اور ہوا چلی ہے جو کہ آگے چل کر نو آزاد وسط ایشیائی ریاستوں پاکستان' ایران' عراق' کویت' سعودی عرب اور دیگر اسلامی ممالک کو ایک نقطہ پر جمع ہونے کا ذریعہ ثابت ہو سکتی ہے اور اس طرح مغربی اقوام اور یہود و ہنود کے دجل و فریب اور اسلام دشمنی کے لئے سدّ سکندری بن سکے گا لہذا اسی خطرے کو پیش نظر رکھ کر مغرب نے اس نوخیز اسلامی امارت کو ختم کرنے کے لئے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت نیویارک' واشنگٹن اور پینٹا گون

میں دھماکے کروائے اور پھر اس کا سارا ملبہ ملت مسلمہ کے عظیم ہیرو اسامہ بن لادن اور افغانستان کے امارت اسلامی پر ڈال کر وہاں پر حملے کروانے کیلئے جواز کے طور پر استعمال کیا۔

عالم اسلام کی زبوں حالی کے اسباب :

عن ثوبان رضی الله عنه قال رسول الله ﷺ یوشك الامم ان تداعی علیكم كماتداعی الاكلة الی قصعتها فقال قائل ومن قلة نحن یومئذ؟ قال بل انتم یومئذ كثیر ولكنكم غثأ كغثاءِ السیل ولینز عن الله من صدور عدوكم المهابة منكم و لیقذفن الله فی قلوبكم الوهن فقال قائل یا رسول الله ما الوهن؟ قال حب الدنیا وكراهیة الموت۔ وفی روایة حبكم للدنیا وكراهیتكم للقتال رواه احمد و ابوداؤد وغیرهما۔

ترجمہ : حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا : "عنقریب کافر قومیں ہر طرف سے تم پر متحد ہو کر یوں ٹوٹ پڑیں گی جیسے کھانے والے کھانے کی پلیٹ پر ٹوٹ پڑتے ہیں" ایک صحابیؓ نے عرض کیا : "یارسول اللہ! کافروں کو یہ جراءت کیا اس وجہ سے ہو گی کہ ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے ؟" ارشاد فرمایا "نہیں' تمہاری تعداد تو بہت زیادہ ہو گی لیکن تم اس وقت جھاگ اور خس وخاشاک کی مانند ہو گے" اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کا قلوب سے تمہارا رعب نکال دیں گے اور تمہارے دلوں میں بزدلی ڈال دیں گے" صحابیؓ نے عرض کیا : "اے اللہ کے رسول! بزدلی کا سبب کیا ہو گا" رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "دنیا سے محبت اور موت سے نفرت" ایک روایت میں یوں ہے کہ "تمہیں دنیا سے محبت اور قتال فی سبیل اللہ سے نفرت ہو جائے گی"۔

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اکیسویں صدی میں ملت مسلمہ خواب غفلت سے بیدار ہو کر متحدہ طور پر عالمی اور طاغوتی چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے جہاد کے میدان میں کمر باندھ کر دنیا کی عارضی اور فانی لذائز کو ترک کر کے عملاً نکل پڑے تو انشاء اللہ دنیا کی کوئی بھی طاقت ان کے راستے میں حائل نہ ہو سکے گی۔

یریدون ان یطفئوا نو الله بافواههم ۔ ویا بی الله الا ان یتم نوره ولو کره الكفرون

ترجمہ : چاہتے ہیں کہ بجھادیں روشنی اللہ کی اپنے منہ سے اور اللہ نہ رہے گا بدون پورا کئے اپنی روشنی کے اور پڑے برا مانیں کافر۔

آسماں ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی